© rasailojaraid.com

تعارف وتبصرہ

حلقہ اشراق کی کتاب 'تصویر کا مسئلہ' پر ایک نظر

جناب مدیر صاحب مجلہ 'محدث' لاہور السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

گذارش ہے کہ مجلہ 'اشراق' ۹۸/ای،ماڈل ٹاون لاہور کی اشاعت مئی ۲۰۰۰ء میں 'تصویر' کے عنوان سے محمد رفیع مفتی کے مضمون کی پہلی قسط شائع ہوئی۔ جو بعد ازاں، جون، جولائی، اگست، ستمبر اور اکتوبر ۲۰۰۰ء تک بالاقساط شائع ہوتا رہا۔ پچھلے دنوں بندہ کی نظر سے یہ مضمون گذرا۔ دوست احباب سے گفتگو کے بعد پتہ چلا کہ بہت سے لوگ متاثر ہورہے ہیں جبکہ مفتی صاحب کا موقف عام فقہا اور محدثین سے ہٹ کر ہے۔ بنابریں اشد ضرورت ہے کہ اس کا مدلل اور مفصل جواب اہلِ حق کی طرف سے ہونا چاہیے۔ بعض اہل علم کے مشورہ سے جناب کی طرف رجوع کررہا ہوں کیونکہ آپ اپنے مجلہ محدث میں ہر مسئلہ پر سیر حاصل بحث کرتے ہیں۔ اگر پیشتر ہی آپ کسی اشاعت میں اس کا جواب دے چکے ہیں تو براہِ کرام اس کی نشاندہی فرمادیں۔ مفتی صاحب اپنے مضمون کو اس تمہید کے ساتھ شروع کررہے ہیں:

> ''تصویر کے بارے میں ہمارے ہاں عام موقف یہ پایا جاتا ہے کہ کسی بھی ذی روح یعنی جان دار کی تصویر یا اس کا مجسمہ بنانا شرعاً حرام ہے، البتہ غیر جاندار کی تصویر یا مجسمہ بنانا جائز ہے۔ یہ موقف دراصل تصویر کے بارے میں ہمارے فقہا کی آرا پر مبنی ہے۔ ہمارے نزدیک یہ نقطہ نظر تصویر کے بارے میں خود قرآن وحدیث کے اپنے مدعا ہی کے خلاف ہے۔ آئندہ صفحات میں ہم اس نقطہ نظر کا تنقیدی جائزہ لیں گے اور صحیح رائے واضح کریں گے۔''

مفتی صاحب نے وہ سب حدیثیں پیش کی ہیں جو تصویر کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں اور پھر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ان کا مطلب وہ نہیں جو عام طور پر لیا جاتا ہے۔ براہِ مہربانی ضرور تعاون فرمائیں۔ (عبدالرحمن، اوکاڑہ، ۲۸/ فروری ۲۰۰۴ء)

جواب: حلقہ اشراق جس طور مغربیت کی طرف بڑھ رہا ہے، وہ اسلامی معاشرے اور اُمتِ مسلمہ کے لئے بڑا خطرناک رجحان ہے، بالخصوص وحی کی دو صورتوں قرآن وحدیث کو باہمی ٹکرا کر جس طرح مغربی ثقافت کے لیے راہ ہموار کی جارہی ہے وہ خوفناک سازش ہے۔

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com

اس سلسلہ میں ان میں فکرو نظر کی جو کجی پائی جاتی ہے اور دین و شریعت کی پابندی کے بجائے عقل وفطرت کے دعووں سے افراط و تفریط کا جو دور دورہ ہے، اس سے اہل علم بھی پریشان ہیں۔ کیونکہ مسٹر جاوید احمد غامدی عموماً اُمتِ مسلمہ کے ماضی، ائمہ اسلاف اور فقہاے کرام کا ذکر یوں توہین آمیز انداز میں کرتے ہیں کہ یہ الہامی انکشاف اُنہیں پہلی دفعہ ہوا ہے جب کہ علماے اُمت فہم شریعت اور عقل وبصیرت سے محروم تھے۔ چنانچہ اسی تجدد کے شوق میں وہ حدیثِ رسولؐ کو وحی تسلیم کرنے سے بہانہ بہانہ سے گریزاں ہیں تا کہ اہل سنت کے علی الرغم اعتزال و نیچریت کے لیے راہیں ہموار کریں۔

'حلقہ غامدی' کے قلمکار جاوید احمد غامدی کی تعلّی کے زعم میں علماءِ امت کے عمومی رجحانات کے حوالہ سے مشرقی ثقافت پر تنقید کرتے رہتے ہیں۔ جس سے واضح ہے کہ وہ غلام احمد پرویز کی طرح علماء وفقہا سے لوگوں کو بدظن کرکے مسٹر غامدی کی امامت منوانا چاہتے ہیں۔ اگرچہ ماضی میں بھی قرآن و حدیث (وحی) کی حکمتیں اور معرفتیں معلوم کرنے یا بیان کرنے کا کام اُمت میں بہت سے جلیل القدر اہل علم نے کیا ہے جن میں حکیم الامت شاہ ولی اللہ دہلویؒ برصغیر میں نمایاں ہیں۔ لیکن حکیم الامت کے برعکس مسٹر جاوید احمد غامدی کا حلقہ اپنی مزعومہ حکمتوں اور علتوں کو ہی اصل قرار دے کر اپنے نام نہاد مفروضوں کو شریعت باور کرانے پر تلا ہوا ہے جس کے لئے وہ نہ تو ائمہ محدثین کے فن ثبوت کو معیار مانتے ہیں اور نہ ہی استدلال میں فقہاے سلف کے اُصولوں کی پابندی کرتے ہیں۔ جیسے مطلب برآری ہوتی ہو، مروّجہ اصطلاحات کو استعمال تو کیا جاتا ہے لیکن ان کو من گھڑت معانی پہنا کر ہواے نفس پوری کی جاتی ہے۔ اسی بنا پر ان کے حلقہ سے جو چیز آئے، اسے کتاب وسنت کی کسوٹی پر حزم واحتیاط سے پرکھ کر ہی لینا چاہئے!!

❁ تصویر کے مسئلہ پر آپ نے محمد رفیع مفتی کے جس مقالے کا ذکر کیا ہے اس میں مفتی صاحب(۱) نے غامدی صاحب کے زیر اثر کئی جگہ اُصولی غلطیاں کی ہیں، کیونکہ استدلالی علوم کے علاوہ انہیں عقائدِ اسلامی سے بھی زیادہ آشنائی نہیں ہے مثلاً اپنی کتاب 'تصویر کا مسئلہ' ص۸۶ میں لکھتے ہیں:

”یہ موحدین حواس کی گرفت میں نہ آنے والے یعنی نہ دکھائی دینے والے اور نہ محسوس

(۱) واضح رہے کہ محمد رفیع صاحب کا 'مفتی' منصب نہیں ہے بلکہ ان کا 'لقب' ہے۔ اس سے ان کے علم وفضل کے بارے میں دھوکا نہیں ہونا چاہئے۔ (محدث)

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com

ہونیوالے خدا کو مانتے تھے۔ ظاہر ہے کہ وہ جب اسکے قائل ہی نہیں تھے کہ خدا کو متصور کرنا ممکن بھی ہے اوراسے حواس کی گرفت میں لایا بھی جاسکتا ہے تو پھر وہ اسکی شبیہ کیسے بناسکتے تھے؟''

مذکورہ بالا عبارت میں وہ اعتزالی عقائد کے زیر اثر دنیا و آخرت میں مطلقاً دیدارِ الٰہی کا انکار کرکے اپنے طور پر مشبہہ کا رد کررہے ہیں حالانکہ یہ عقیدہ جہمیہ معطلہ کا ہے۔ جبکہ حق مشبہ اور معطلہ کے درمیان ہے جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔

❁ اسی طرح وہ حضرت سلیمانؑ کے بارہ میں سورۂ سبا کی آیت نمبر ۱۳ میں 'تماثیل' کے ذکر سے اپنے استدلال کو مضبوط بنانے کیلئے شرائعِ اسلامیہ کا تصور ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں:

''تماثیل اگر شر ہیں تو ہمیشہ کے لئے ہیں اور اگر خیر ہیں تو ہمیشہ کے لئے ہیں۔ ایسا نہیں ہوسکتا کہ یہ ایک شریعت میں جائز ہوں اور ایک میں ناجائز...... الخ'' (ص:۲۳)

غامدی فکر کی بڑی اساس اسرائیلیات (بائبل وغیرہ) ہیں جسے وہ 'حدیثِ رسولؐ' پر مقدم رکھتے ہیں۔ اسی بنا پر وہ بہت سے مسائل میں سابقہ شرائع کے تنوع کے قائل نہیں۔ جبکہ محمدی شریعت میں ایسے کئی مسائل موجود ہیں جو کسی سابقہ شریعت میں جائز ہونے کے باوجود آخری اور اکمل حکم کے طور پر ناجائز قرار پائے۔ مثلاً سجدۂ تعظیمی جو فرشتوں سے آدمؑ کو کروایا گیا اور حضرت یوسفؑ کو ان کے ماں باپ سمیت تمام بھائیوں نے کیا لیکن شریعتِ محمدیہ میں یہ سجدۂ تعظیمی ہمیشہ کے لئے حرام قرار دے دیا گیا۔

ان تحفظات کے باوجود محمد رفیع مفتی صاحب کی تصویر کے مسئلہ پر یہ تحریر اس اعتبار سے اچھی نظر آئی کہ انہوں نے قرآن و حدیث کے درمیان تضاد پیدا کرنے کی کوشش نہیں کی بلکہ صحابہ کرامؓ، تابعین عظامؒ کے علاوہ فقہاے سلف کو بھی ایک موقف (خواہ اُدھورا ہی ہو) پر متفق بنانے کی کوشش کی ہے جو ان کی نظر میں کتاب و سنت ہی کا کامل مفہوم ہے۔

اس تاثر کو قائم رکھنے کی حد تک تو ان کی کاوش اچھی لگی لیکن اس کے لئے اُنہوں نے احادیث کا جابجا ذکر کرکے تصویر کی شرعی حیثیت اور سلف کا یک رخا موقف واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہمیں محمد رفیع مفتی صاحب کے شرعی فتویٰ سے تو اختلاف ہے، لیکن ان کا اندازِ استدلال کم از کم اشراق کے حلقے سے متاثر ہونے والے ایک شخص کے لحاظ سے قابل تعریف ہے۔ کاش کہ وہ ان خطرات کو بھی ملحوظِ نظر رکھ سکتے جو ان کی اس موضوع پر 'ناقص بحث' سے تصویر کی کھلے عام اباحت پر منتج ہوسکتے ہیں۔ کل کلاں کوئی من چلا یہ بھی آواز لگا سکتا ہے کہ ''شبیہِ رسولؐ یا تصاویرِ انبیا کی اشاعت بھی صرف کراہت کے درجہ میں ہے، اس پر

© rasailojaraid.com

اُمتِ مسلمہ کو غیرت کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے۔''

❀ ہمارے ہاں دینی حلقوں میں بھی سیاست کے غلبہ کی وجہ سے سیاست دان علما جس طرح اب کھلے عام تصویر نمائی سے کام لے رہے ہیں، باوجود یکہ ان کے اکابرین کچھ عرصہ پہلے تک اس کی حرمت پر متفق نظر آتے ہیں تو عوام میں غیر محتاط تصاویر کا استعمال یوں نظر نہ آتا۔ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم مغرب کی اندھادھند تقلید کے لئے اباحتِ مطلقہ کے رویہ سے بچ کر سلف صالحین کے طور طریقوں کی اقتدا پر زور دیں: {وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ/ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ} (لقمان:۱۵، الفاتحہ:۷)

''یعنی ہماری جانب عاجزانہ رجوع کرنے والے کی پیروی کر۔

یا اللہ! ہمیں ان لوگوں کی راہ پر ڈال جو مغضوب علیہم (یہود) اور گمراہ (نصاریٰ) سے علیحدہ ہو کر تیرے انعام کے حامل ہوئے۔'' بقولِ اقبالؒ ع

زِ تقلید عالمان کم نظر اقتدا بر رفتگاں محفوظ تر

❀ ہماری نظر میں مفتی صاحب کا تصویر کے مسئلہ میں نقطہ نظر اُدھورا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ اُصولِ فقہ (علم الاستدلال) سے ناواقف ہیں۔ فقہاء شرعی احکام کا تجزیہ کرتے ہوئے حرمت کی دو قسمیں کرتے ہیں: ❶ قبیح لعینہٖ ❷ قبیح لغیرہٖ

اگر بالفرض یہ تسلیم کرلیا جائے کہ مفتی صاحب کا یہ موقف درست ہے کہ تصویر قبیح لعینہٖ یعنی فی نفسہٖ حرام نہیں جیسا کہ ان کے سارے دلائل اسی کے گرد گھوم رہے ہیں تو قبیح لغیرہٖ ضرور ہے۔ اگرچہ قبیح لغیرہٖ ہونے کی بنا پر کئی مواقع پر تصویر کا جواز نکل آئے گا جیسے تعلیم وتربیت کے لیے (جیسا کہ حضرت عائشہ کے پاس گڑیاں وغیرہ تھیں) یا اہانت ملحوظ رکھتے ہوئے گدوں اور تکیوں کی صورت میں کٹی پھٹی تصویروں کا استعمال۔ تاہم شریعت میں عمومی طور پر تصویر اُتارنے والوں کی مذمت اور تصویروں کی نمائش ممنوع ہی رہے گی۔

کون کہہ سکتا ہے کہ اگر محترم سیاسی یا مذہبی شخصیتوں کی کھلے عام تصویر کشی یا تصویر نمائی کی اجازت دے دی جائے تو یہی شخصیتیں کبھی اسی طرح مقدس حیثیت اختیار نہ کرجائیں گی جس طرح قومِ نوح کے صالحین کی تصویریں ہی ان میں بت سازی اور بت پرستی کا باعث بنی تھیں۔ اسی لئے ماضی قریب تک علما بلکہ مسلم دانشور بھی تصویر کی حرمت کا فتویٰ دیتے رہے جس میں نمایاں مثال مولانا مودودیؒ کی ہے۔ (حافظ عبد الرحمن مدنی)

www.KitaboSunnat.com